ملّا کاشفی بدخشانی اور سیّد احمد کاشفی

جناب زیدی جعفر رضا۔ شعبۂ ہندی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

سید احمد کاشفی کے عنوان سے راقم حروف کا ایک مضمون برہان کے اکتوبر ۶۲ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا جس میں کوشش کی گئی تھی کہ شاعر کی زندگی اور اس کے فن پاروں پر زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالی جاسکے۔ راقم حروف نے کاشفی کے حالاتِ زندگی کے ساتھ ہی ساتھ ان کی غزلیات، قصائد، رباعیات اور برج بھاشا کے اشعار کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا تھا۔ لیکن فارسی ادب کے ایک پرانے محقق جناب ڈاکٹر سید امیر حسن صاحب عابدی نے غالباً اس مضمون کو دیکھنا بھی پسند نہیں کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد موصوف کی تحقیقی نگاہیں انڈیا آفس لائبریری میں دیوانِ کاشفی کے ایک ناقص نسخہ پر جاکر ٹھہر گئیں جو بقول ان کے پڑھا بھی نہیں جاتا۔ موصوف نے ضرورت محسوس کی کہ اس بدقسمت شاعر کا تعارف ادبی دنیا سے کرایا جائے جس کا ذکر اکثر تذکروں میں نہیں ملتا۔ نتیجہ کے طور پر برہان کے ہی جون ۶۵ء کے شمارہ میں جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کا پانچ صفحوں پر مشتمل ایک تحقیقی مقالہ 'مولانا کاشفی' کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس مختصر سے مقالہ کے لئے ڈاکٹر صاحب کو کافی عرق ریزی کرنا پڑی ہے۔ نیشنل میوزیم نیشنل آرکائیوز دہلی، خدابخش لائبریری پٹنہ اور انڈیا آفس لائبریری لندن سے موصوف نے حقائق فراہم کئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے مولانا کاشفی کا تعارف ان لفظوں میں کرایا ہے:

"مولانا کاشفی بدخشاں کے رہنے والے تھے اور ان شعراء میں سے ہیں جو مغل بادشاہوں کے زمانے میں ہندوستان آئے تھے، ایتھے اور مؤلف مخزن الغرائب نے لکھا ہے کہ وہ عہدِ اکبری میں ہندوستان آئے۔

مگر مؤلفینِ صبحِ گلشن اور نشترِ عشق نے کہا ہے کہ وہ ۱۰۳۳ھ میں ہندوستان آئے جو جہانگیر کی حکومت کا زمانہ تھا...... بہر حال کاشفی نے اپنے ہند آنے کا بڑے شوق سے ذکر کیا ہے.... مگر یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ یہاں کس سلسلہ میں آئے تھے۔" (برہان جون ۶۵ء صفحہ ۳۵۷)

"مؤلف یدِ بیضا نے ان کا نام میر سید احمد اور تخلص کاشفی نیز ان کے والد کا نام سید محمد بتایا ہے" اس مؤلف نے کاشفی کو ساکن کالپی لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بدخشاں سے آکر وہیں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔"

(برہان جون ۶۵ء صفحہ ۳۵۷)

"صاحبِ یدِ بیضا نے اپنی دوسری کتاب انیس المحققین میں زیادہ تفصیل سے ان کا ذکر کیا ہے۔"

(برہان جون ۶۵ء صفحہ ۳۵۸)

سطورِ بالا کی روشنی میں کاشفی کے بارہ میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) کاشفی کا نام سید احمد تھا اور ان کے والد کا نام سید محمد تھا۔

(۲) ان کا وطن بدخشاں تھا۔ دورِ مغلیہ میں وہاں سے ہندوستان آئے اور کالپی میں سکونت اختیار کر لی۔

عابدی صاحب نے اس سلسلہ میں میر غلام علی آزاد بلگرامی کی دو۲ تصانیف یدِ بیضا اور انیس المحققین کے حوالے دیئے ہیں لیکن انھوں نے جو نتائج اخذ کئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی نگاہ سے انیس المحققین کا کوئی نسخہ نہیں گذرا ہے، ساتھ ہی انھوں نے کاشفی سے متعلق میرے مقالے کو بھی نہیں پڑھا ہے، ان کی تحریر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آزاد کی تصنیف ماثرِ الکرام بھی مضمون لکھتے وقت ان کے پیشِ نظر نہیں تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا کاشفی بدخشانی اور سید احمد کاشفی دو۲ مختلف شخصیتیں تھیں، یہ درست ہے کہ دونوں کا زمانہ تقریباً ایک تھا، لیکن انھیں ایک سمجھنا بنیادی غلطی ہوگی۔ سید احمد کاشفی کا تعلق بدخشاں سے نہیں تھا اور مولانا کاشفی بدخشانی کبھی کالپی نہیں آئے تھے، سید احمد کاشفی کے والد کا نام سید محمد تھا، مولانا کاشفی بدخشانی کے والد کا ذکر کسی بھی تذکرہ نگار نے نہیں کیا ہے۔ میر سید محمد کے بیان میں میر آزاد بلگرامی نے صاف لفظوں میں لکھا ہے:۔

"اصل آنجناب از سادات صحیح النسب ترمذ است آبا و کرام ایشاں در قصبہ جالندھر قریب لاہور سکونت داشتہ اند والد آنجناب میر ابو سعید دانشمند بتقریبے دریں نواحی آمدہ در مقام کالپی توطن

اختیار فرمودند" (انیس المحققین قلمی ۲۱/۵۴ حبیب گنج مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ)

سطورِ بالا کی روشنی میں مندرجہ ذیل باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(۱) سید احمد کاشفی بدخشانی نہیں ترمذی تھے۔

(۲) ان سے بہت پہلے ان کے آباءِ کرام نے ہندوستان آکر قصبۂ جالندھر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

(۳) سید احمد کے دادا میر ابو سعید پہلے پہل کالپی آئے تھے اور مستقل طور پر یہیں بس گئے تھے۔

(۴) یہ سادات صحیح النسب سے تھے۔

ظاہر ہے کہ اس صورت میں مولانا کاشفی بدخشانی سے یہ رائے قائم کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ وہ بدخشاں سے آکر کالپی میں بس گئے تھے اور پھر یہ کس طرح یقین کر لیا جائے کہ مولانا کاشفی بدخشانی کا نام سید احمد تھا۔ مؤلف تذکرۃ الشعراء نے تو ان کا نام "ملا کاشفی" درج کیا ہے (تذکرۃ الشعراء مطبوعہ ص ۱۱۱) کاشفی بدخشانی سید تھے یہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ پھر کاشفی اور ان کے والد میر سید محمد دونوں ہی ہندی زبان کے شاعر تھے۔ کاشفی بدخشانی کے والد کا ہندی شاعر ہونا ایک مضحکہ خیز اور لایعنی بات ہوگی۔ کاشفی بدخشانی کے لئے بھی بدخشاں سے آکر ہندی زبان پر اس قدر عبور حاصل کر لینا کہ اس میں معیاری کلام پیش کر سکیں ممکن نہیں تھا۔

مؤلف صبحِ گلشن نے کاشفی بدخشانی کا ایک شعر نقل کیا ہے جو اس طرح ہے ؎

زبسکہ نازِ ترا با نیازِ من جنگ است
میانِ ما و تو صحبت چو شیشہ و سنگ است

یہ شعر مؤلفینِ ریاض الشعراء اور مخزن الغرائب نے بھی نقل کیا ہے لیکن راقم حروف کو یہ شعر سید احمد کاشفی کے دیوان کے کسی بھی نسخہ میں نہیں ملا۔ صاحب ریاض الشعراء نے کاشفی بدخشانی کے چند اشعار اور بھی درج کئے ہیں۔ انھیں یہاں نقل کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ اشعار اس طرح ہیں:-

مگر بپائی جنوں طی منزل افتاد است ⁂ کہ رہ بدوست نبرد آنکہ غافل افتاد است
گہی ز کعبہ سرمی تو ان بدیر کشید ⁂ زہی بحق ہم ازاں سوئ باطل افتاد است
بگوش می رسد از ہر صدا ہزار جواب ⁂ ولیک نقص در ادراکِ سایل افتاد است

ببرن طور کسے دیدہ آشنا کرد است ؛ کہ گرد خاک در دوست تو نیا کرد است
تدارک گنہ از توبہ نصوح اے شیخ ؛ تو کیستی کہ کنی رحمتی خدا کرد است

(ریاض الشعراء قلمی ۱۵/۱۲ حبیب گنج مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڈھ)

مندرجہ بالا اشعار مخزن الغرائب میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن دیوان کاشفی (سید احمد) کے علی گڈھ اور رام پور کے نسخوں میں نہیں ملتے جبکہ رام پور کے نسخہ میں کاشفی کی ۳۷۰ کے قریب غزلیں درج ہیں۔ انڈیا آفس لندن میں دیوان کاشفی کا جو نسخہ ہے اس کے بارے میں راقم حروف کو کوئی علم نہیں۔ اس سے متعلق عابدی صاحب ہی بہتر بتا سکیں گے، ان حقائق کی روشنی میں اتنا یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ملا کاشفی بدخشانی اور سید احمد کاشفی دو مختلف شعرا ہیں، ان کے معیارِ شاعری اور اسلوب بیان میں بھی کافی فرق ہے۔ کاشفی بدخشانی کا کلام، سید احمد کاشفی کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجہ کا معلوم پڑتا ہے۔ لیکن کاشفی بدخشانی کے محض چند اشعار کو دیکھ کر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا!

مصباح اللغات ـــ مکمل عربی اردو لغت

پچاس ہزار سے زیادہ عربی لفظوں کا جامع و مستند ذخیرہ

یہ شاندار عربی اردو لغت اپنی غیر معمولی خصوصیتوں کی وجہ سے لاجواب ہے، یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ آج تک اس درجہ کی کوئی ڈکشنری شائع نہیں ہوئی جس میں عربی الفاظ اور لغت کے اتنے بڑے ذخیرے کو ایسے نفیس ترجمے اور نکھرے ہوئے مطلب کے ساتھ اردو میں منتقل کیا گیا ہو۔ سالہا سال کی تلاش و تحقیق اور محنت کے بعد بڑی تقطیع کے ایک ہزار سے زیادہ صفحات کی یہ بے نظیر کتاب اصحابِ ذوق کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

المنجد جو عربی لغت کی جدید کتابوں میں سب سے زیادہ نفیس و دل پذیر سمجھی جاتی ہے ـــ
مصباح اللغات "نہ صرف اس کا مکمل ترجمہ ہے بلکہ اس کی تیاری میں بہت سی بلند پایہ کتابوں سے اخذ و استنباط کی تمام صلاحیتوں سے کام لے کر مدد لی گئی ہے (جیسے قاموس، تاج العروس، لسان العرب، اقرب الموارد نہایہ، مجمع البحار، مفرداتِ امام راغب، منتہی الارب وغیرہ)

مصباح اللغات کا یہ ایڈیشن فوٹو آفسٹ پر طبع ہوا ہے
ضخامت ۱۰۲۴ صفحات۔ سائز موزوں، کتابت اعلیٰ، خوبصورت اور مضبوط چرمی جلد

• قیمت مجلد بیس روپے •

(واضح رہے ان دنوں صرف المنجد ہی ۴۵ روپے سے زیادہ کی ملتی ہے)

ملنے کا پتہ: مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی